سوال

(347) فتویٰ متعلقہ تعداد رکعات تراویح

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مولانا سلمکم اللہ وعافا!!!رمضان شیریف میں ہم آٹھ رکعت تراویح معہ وتروں کے گیارہ رکعت پڑھتے ہیں۔ بعض لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا یہ فعل خلاف سنت ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اس کا ثبوت تحریر فرمایئں۔تاکہ میں حسب ضرورت اس کو شائع کردوں۔ (شیخ فضل الدین خزانچی۔ انجمن اہل حدیث امرتسر)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس میں شک نہیں کہ آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں نماز تراویح باجماعت کا انتظام نہ تھا بلکہ خلافت اولیٰ کے عہد میں بھی نہ تھا لوگ متفرق طور پر پڑھتے تھے۔ تعداد رکعات معہ وتروں کے گیارہ تھی۔ جیساکہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ "کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ مگر اس پر ساری امت کا اتفاق ہے۔ کہ جماعتی انتظام خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔ اس ک متعلق کتاب موطا امام مالک اور قیام الیل مروزی ہیں۔ میں جو الفاظ مروی ہیں وہ درج زیل ہیں۔

عن مالک عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید.....

"انہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب و تمیم الداري ان یقوما للناس باحدي عشر رکعة" (موطا وقیام اللیل للمروزي)

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن ابی کعب اور تمیم داری کو (نماز تراویح کا امام بنا کر) حکم فرمایا تھا کہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھایا کریں۔''

ان دونوں کتابوں کے الفاظ متفق ہیں۔ کہ باجماعت نماز تراویح کی رکعات کی تعداد آٹھ تھی باقی وتر تھے اس سوا حدیث کی کسی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا کہ کسی خلیفہ کے زمانہ میں مذکور تعاد جماعتی صورت میں آٹھ سے بڑھ کر بیس یا چالیس تک پہنچ گئی ہو اسی لئے گروہ حنفیہ کے بہت بڑے عالم شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔

فتحصل من ہذا کلہ ان قیام رمضان سنة احدي عشر رکعة بالوتر فی جماعة فعلہ علیہ الصلوة والسلام (فتح القدیر جلد اول ص 198 مطبوعہ نولکشور لکھنو)

پس یہ امر بالاتفاق ثابت ہے۔ کہ نماز تراویح کی رکعات بفعل نبوی ﷺ اور بحکم خلیفہ راشد آٹھ رکعت مع وتر گیارہ ہیں اگر کوئی اس سے زیادہ پڑھے تو وہ نفل ہوں گے جیساکہ شیخ موصوف کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے پس یہ ہے ہمارے عمل کی دلیل امید ہے کہ سائل کی تسلی کرنے کو اتنا کافی ہوگا۔

اطلاع

اگر کسی صحیح روایت سے ثابت ہوجائے کہ خلافت راشدہ کے زمانہ میں نماز تراویح باجماعت آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھی جاتی تھی تو ہمیں اس پر عمل کرنے سے انکار نہیں ہے۔ پس اختلاف کرنے والے اصحاب ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کو سامنے رکھ کر مزید دریافت کریں گے۔ تو مذید عرض کیا جائے گا۔ واللہ علم (راقم خادم دین اللہ۔ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری یکم رمضان 6213 ہجری مطابق ستمبر 1943ء) (9 رمضان المبارک اہل حدیث 1362 ہجری)

قیام اللیل

مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہل حدیث 30 مئی ص 9 میں گیارہ رکعت تراویح کا حوالہ موطا امام مالک وقیام اللیل للمروزی سے پیش فرمایا تھا۔ اخگر صاحب امرتسری جو ایک مدت سے خواب خرگوش میں تھے یکایک جھنجھلا کر اٹھے اور ''الفقیہ'' 28 جون میں سرسامی ہزیان میں بولنے لگے۔ کہ قیام اللیل مروزی کی تصنیف ہی ن ہی نہیں ہے۔ بلکہ مشہور مورخ مقریزی المتوفی 845 ہجری نے یہ کتاب 760 ہجری میں لکھی ہے۔ اور ملتان کے مطبع میں چھپی ہے۔ حالانکہ یہ تینوں باتیں غلط ہیں۔

1۔ نہ تو قیام اللیل مقریزی کی تصنیف ہے۔

2۔ نہ 760 میں لکھی گئی۔

3۔ نہ ملتان کے مطبع میں طبع ہوئی بلکہ قیام اللیل حقیقت میں الامام محمد بن نصر مروزی کی ہی تالیف ہے۔ مروزی نے اپنی وفات سے آٹھ سال پہلے اس کو 287 ہجری میں تصنیف کیا۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

"وذلک فی شہر ربیع الاخر لنصف منہ من سنۃ سمع وثمانین وماتین وفیما بلغت وابو منصور وسعید بن رجب من اولہ الی اخرہ...الخ ص "144

یعنی یہ کتاب ربیع الاخر کے نصف میں 287 ہجری میں اختتام کو پہنچی۔ اور ابو منصور وسعید بن رجب نے مجھے اپنے شیخ (امام مروزی) پر 23 ربیع الاخر پنج شنبہ 287ھ سے کو یہ کتاب پڑھی۔

2۔ مقریزی نے 807 ہجری میں اس کتاب کو مختصر کیا۔ نہ کہ 760 میں تالیف کیا۔ مقریزی خود لکھتے ہیں۔

"تم ہذا المختصر فی نصف یوم الخمیس ثان بقین من جمادي الاخرہ سنۃ سبع وثمانی ماتہ ص "144

یعنی یہ مختصر نصف یوم پنجشنبہ 8 جمادی الاخر 807 ہجری میں تمام ہوا''اس مختصر میں احادیث مرفوعہ جو مکرر تھیں ان کو حذف کردیا۔ اور آثار صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین وتابعین وغیرہ جو اصل کتاب میں بالاسناد مروی تھے۔ ان کی صرف سندوں کو نہیں نقل کیا۔ یہی مختصر شدہ نسخہ آج ہندوستان ومصر وغیرہ میں شائع وزائع ہے پس یہ مقریزی کی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ مقریزی کا مختصر کیا ہوا ہے۔ وہ بھی آٹھ سو سات ہجری میں نہ سات سو ساٹھ میں۔ 3۔ نسخہ مروجہ ملتان کے کسی مطبع میں نہیں طبع ہوا ہے۔ بلکہ رفاہ عام پریس لاہور میں چھپا ہے۔ آگے اس کی تشبیہ جو مسند ابی احنیفہ سے دی گئی ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ نے مسند میں کوئی کتاب لکھی ہی نہ تھی۔ جس کا ساتویں صدی میں اختصار کیا گیا ہو۔ ومن یدعیٰ علیہ البیان پھر اخگر کی یہ چراغ پائی کہ چودھویں صدی سے پہلے نہ تھی۔ کیسی عجیب ہے۔ ؟ جبکہ خود لکھتا ہے کہ مقریزی نے اس کو لکھا اور مقریزی کا سن وفات بھی 845 ہجری خود ہی لکھا ہے۔ نویں صدی میں اس کا وجود مان کر چودھویں صدی سے پیشتر اس کے وجود کا انکار کرنا میں نہیں سمجھتا کہ اسے پیری کے حافظہ پر محمول کروں۔ یا حافظ بناشد کہدوں۔ یا تناقض فی البیان طرہ یہ کہ اوپر یوں کہا ہے کہ نہ صدیوں سے اس کا وجود کہیں پایا گیا۔

اب مجھ سے سنیے !اورلپنے قصور علم کا اعتراف کیجئے۔تلاش ہے اس کتاب کا پتہ ہر صدی میں مل سکتا ہے۔ مقریزی کے زمانے میں (نوی صدی) میں اس کا وجود تو آپ کو بھی تسلیم ہے۔ اگر آپ انکار کریں گے تو میں مقریزی کے ہم عصر حافظا بن حجرؒ وعلامہ عینی حنفی کو میں اپنی شہادت میں پش کروسگا۔ کہ ان دونوں ہم زلف بھا یئوں نے اپنی اپنی شرح بخاری میں مروزی کے اصل نسخہ قیام اللیل سے صدیا حوالہ جات باسناد نقل کیے ہیں۔ حافظا ابن حجرؒ کی شہادت بھلا تم کب مانو گے۔اپنے ہم مزہب عینی کی شرح بخاری جلد پنجم کا صفحہ 357 پڑھو۔ پھر تم کو اس کتاب کے وجود میں مطلق شک نہ رہے گا۔ یہ تو نویں صدی ہجری کی شہادتیں ہیں۔ اس سے اوپر آٹھویں صدی کی شہادت سنو۔ حافظا ابن قیم حنبلی المتوفی 751 ہجری اپنی کتاب الصلواۃ میں مروزی کی صلواہ اللیل سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

"حیث قال قال محمد بن نصر المروزي في کتابہ في الصلوۃ الخ"

اس سے اوپر چلو اور ساتویں صدی کی شہادت سنو۔ حافظ نواوی المتوفی 676 نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء والصفات مطبوعہ لندن ص 122 میں بحوالہ شیخ ابی اسحاق مصنف طبقات الفقہاء محمد بن نصر مروزی کا کتاب مزکور تالیف کرنا نقل کیا ہے۔ اسی طرح تلاش کرنے سے اوپر کی صدیوں میں کتاب مذکور کا ثبوت مل سکتا ہے۔ لیکن امام مروزی کے ہم عصر امام محمد بن جریر طبری کی شہادت بھی موجود ہے۔ پس اخگر کا یہ لکھنا صدیوں سے اس کتاب کا وجود نہیں پایا گیا۔ کتنا غلط اور سفید جھوٹ ہے۔ میرا ارادہ اس مضمون میں اس سے زیادہ لکھنے کا نہ تھا لیکن لگے ہاتھوں ان دونوں حدیثوں پر بھی ایک سر سری نظر ڈالنا مناسب معلوم ہوا۔ جن پر دہلی کے علامہ اخگر امر تسری نے جرح کی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹھ رکعت والی پر حاشیہ کتاب سے جرح نقل کر دی ہے۔ کہ اس کا پہلا راوی محمد بن حمید ضعیف ہے (مولوی عبد التواب ملتانی کے حاشیہ نے جو اس کتاب پر ہے۔ درحقیقت اہل حدیث کو بہت نقصان پہنچایا۔ کہ بلا تحقیق ثقہ راویوں کو مجروح لکھدیا۔ عفا اللہ عنہ علماہ ذہبی نے اس روایت کو جعفر بن حمید سے روایت کا ی ہے نہ محمد بن حمید سے۔ دیکھو میزان الاعتدال جلد دوم ص 280 پس محمد کے ضعف سے کچھ حرج نہیں۔ جب کہ اس کا بھائی جعفر بھی اس کو یعقوب سے روایت کرتا ہے۔ دوسری جرح عیسیٰ بن جاریہ پر فیہ لین کی ایسی کوئی قادح جرح نہیں ہے۔ جبکہ زہبی جیسے متشدد اس حدیث کو عیسیٰ بن جاریہ ہی کے ترجمے میں نقل کر کے اس کی سند کو حسن کہتے ہیں۔ دیکھو میزان الاعتدال ص 280 ج 2 علاوہ ازیں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو علامہ عینی حنفی نے بھی بحوالہ صحیح ابن خذیمہ و صحیح ابن حبان اپنی شرح بخاری میں نقل کیا ہے اور کوئی جرح نہیں کی ہے۔ دیکھو ص 597 ج 3 بلکہ مولوی عبد الئی حنفی لکھنوی نے اس کو تعلیق الممجد میں اصح تسلیم کیا ہے۔ دیکھو حاشیہ موطا امام احمد ص 138 لہذا روایت جابر اصح ہے۔ اور اس میں اور صحاح کی حدیث میں کوئی تعارض نہیں صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کی اصطلاح میں رات کی پوری نماز کو وتر بھی کہا گیا ہے۔ اور قیام اللیل وصلواۃ رمضان وغیرہ بھی جیسا کہ عنقریب میں اپنے دوسرے مضمون میں تفصیل کے ساتھ لکھوں گا۔ ان شاء اللہ دوسری حدیث جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر سائب یزید سے مروی ہے اس پر آپ کی کود ساختہ جرح یہ ہے کہ مروزی کو سائب بن یزید سے لقاء نہیں ہے۔ یہ ویسی ہی جرح ہے۔ جیسے ایک دفعہ آپ نے لکھا تھا۔ کہ امام مسلم کو محمد بن سیرین سے لقاء نہیں ہے لہذا حدیث مسلم (پیش کردہ مولانا ثناء اللہ صاحب) منقطع ہوگئی۔ ایسی ہی باتیں حضرت اخگر کی علمیت کا پردہ فاش کرتی ہیں۔

جناب والا!امام مروزی نے کب کہا کہ میں نے سائب سے سنا ہے۔ مروزی نے تو اس اثر کو بالسناد سائب تک پہنچایا ہے۔ جس کو مقریزی نے اس طرح حذف کر دیا ہے۔ جیسے سائب کے دوارے اثریس والے سے پوری سند محذوف ہے جو کو عینی نے شرح بخاری میں مروزی سے سائب تکبالاسناد نقل کیا ہے۔ سنئے۔ !مروزی نے اس اثر مذکور کو ابن اسحاق سے انھوں نے محمد بن یوسف سے انہوں نے سائب سے روایت کیا ہے۔ "فافدفع الایرادو حصل المراد" (عاجز محمد ابو الاقاسم بنارسی)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد01ص545-550